کی بنا پہ کھڑا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اس کے لازم اور ضروری نہ ہونے کا ثبوت تو ہم ہر روز پنج وقتہ نماز میں دیتے ہیں۔ تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ کھڑے ہو کر آخر کون صاحب پڑھا کرتے ہیں؟ سب اس کو بیٹھ کر ہی پڑھتے ہیں اور یہ تشہد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا ہے۔ اس لیے جو لوگ اس کے ضروری ہونے پر زور دیتے ہیں ان کو بھی اپنے مبالغے سے باز آجانا چاہیے کیونکہ شریعت میں اس کے لزوم کا کوئی ثبوت نہیں۔

سوال نمبر ۲۴۔ کیا ہر اسلامی اصول منطقی دلائل سے صحیح ثابت کیا جاسکتا ہے؟

"کیا ہر اسلامی اصول کی خالص منطقی طریقے سے توجیہہ کی جاسکتی ہے؟ اگر نہیں تو کیا بعض اسلامی اصول محض اندھے ایمان کی بنا پر ماننے کے لیے ہیں؟ آپ منطقی طریقے سے آخر تقدیر کی کس طرح تشریح کریں گے؟"

جواب:۔ اسلام کا کوئی اصول یا عقیدہ یا حکم غیر معقول نہیں ہے۔ ہر ایک کو عقلی اور خالص منطقی طریقے سے سمجھایا جاسکتا ہے۔ ہمیں مسلمان ہونے کے لیے کہیں بھی اندھے ایمان کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ آپ نے تقدیر کا مسئلہ اپنے نزدیک یہ سمجھتے ہوئے چھیڑا ہے کہ اس مسئلہ میں منطق بالکل نہیں چل سکتی۔ لیکن براہ کرم میری کتاب "جبر و قدر" اور میری تفسیر تفہیم القرآن کی ہر جلد کے انڈکس میں لفظ "تقدیر" نکال کر وہ تمام مقامات دیکھ لیجیے جہاں میں نے اس مسئلہ کی تشریح کی ہے۔ اس کے بعد آپ مجھے ضرور بتائیے گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کی پیشگی تقدیر کا طے ہونا زیادہ معقول ہے یا طے نہ ہونا زیادہ معقول ہے؟ کیا آپ ایسے خدا پر ایمان لاسکتے ہیں جس کو اپنی خدائی میں پیش آنے والے کسی واقعہ کا ایک لمحہ پہلے تک بھی علم نہ ہو اور جب کوئی واقعہ پیش آجائے تب اسے پتہ چلے کہ میری خدائی میں یہ کچھ ہوگیا؟ کیا واقعی ایسا خدا اس عظیم کائنات پر حکومت کرسکتا ہے؟

خطاب

میں آپ کے سوالات کے جوابات دے چکا ہوں۔ اب میں اختصار کے ساتھ خود بھی کچھ آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ آپ اِس سرزمین میں مختلف مقاصد کے لیے آئے ہیں۔ کوئی آپ میں سے علم حاصل کرنے یا کوئی فن سیکھنے کے لیے آیا ہے۔ کوئی اپنی معاش کی فکر میں آیا ہے۔ اور کچھ ایسے لوگ ہیں جو یہیں رہ بس گئے ہیں لیکن

ان سب چیزوں کے ساتھ آپ کی ایک حیثیت اور بھی ہے اور وہ ہے آپ کے مسلمان ہونے کی حیثیت۔ اس دوسری حیثیت میں آپ لامحالہ جہاں بھی رہیں گے اور جہاں بھی جائیں گے آپ کو اسلام کا نمائندہ ہی سمجھا جائے گا، خواہ آپ کو اس کا احساس ہو یا نہ ہو۔ ایک غیر مسلم جب بھی آپ کو دیکھے گا، یہی سمجھے گا کہ مسلمان ایسا ہوتا ہے۔ اب اگر آپ نے اپنے آپ کو ایک بُرے انسان کی حیثیت سے پیش کیا، اپنے اخلاق، اپنے معاملات اور اپنے رہن سہن کا بُرا نمونہ لوگوں کو دکھایا، یا یہاں کے عوام و خواص کو یہ تأثر دیا کہ جیسے وہ ہیں ویسے ہی آپ بھی ہیں۔ تو آپ اسلام کی غلط نمائندگی کریں گے اور اس صورت میں آپ کو دیکھ کر جو شخص بھی اسلام کے متعلق بُری رائے قائم کرے گا اس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ اس کے برعکس اگر آپ نے اپنے قول و عمل سے، اپنے اخلاق اور معاملات سے، اپنے طرز زندگی سے اسلام کی صحیح نمائندگی کی تو بعید نہیں کہ بہت سے لوگوں کے دل اسلام کے لیے کھل جائیں گے خواہ آپ باقاعدہ تبلیغ کا کام کریں یا نہ کریں۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ ہر مسلمان جو یہاں رہتا ہے اپنی اس حیثیت اور اس ذمہ داری کو محسوس کرے۔ آپ کی زندگی اگر ایک سچے اور پورے عملی مسلمان کی سی زندگی ہو تو آپ کا وجود ایک جیتا جاگتا اور چلتا پھرتا مبلغ بن جائے گا۔

دوسری بات میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے جو لوگ یہاں رہ پڑے ہیں وہ اپنی آئندہ نسل کی فکر کریں۔ آپ یہاں ایک مسلمان ملک اور مسلمان معاشرے سے نکل کر آئے ہیں۔ آپ نے مسلمان ماں باپ کے گھر میں آنکھیں کھولی ہیں۔ آپ نے خواہ اسلام کی تعلیم حاصل نہ بھی کی ہو تو زندگی کا ایک خاصا حصہ مسلم معاشرے میں گزارا ہے جس کے اندر رہ کر ہر شخص کچھ نہ کچھ اسلام کے متعلق ضرور جان لیتا ہے۔ اس کو سرسری ہی سہی، بہرحال اتنا ضرور علم ہوتا ہے کہ اسلامی عقائد کیا ہیں، اسلامی عبادات کیا ہیں، اسلام کی نگاہ میں کیا چیز بُری ہے اور کیا چیز اچھی، اور مسلمان کا طرز زندگی کیا ہے۔ لیکن آپ کی اولاد جو یہاں پرورش پا رہی ہے وہ بالکل نہیں جانتی کہ اسلام کیا ہے اور اسلامی زندگی کیا ہوتی ہے۔ اس کو اسلام کی کوئی تعلیم نہیں ملتی، اور نہ مسلم معاشرے کے طور طریقوں سے وہ واقف ہوتا ہے۔ یہاں آنکھیں کھول کر ایک بچہ ہر وقت ایک غیر مسلم معاشرے کو چلتا پھرتا دیکھتا ہے۔ یہاں کے مدارس میں جاتا ہے تو وہی تعلیم و تربیت اسے ملتی ہے جو یہاں کے بچوں اور نوجوانوں کو دی جاتی ہے۔ اس حالت میں آپ چاہے کتنا ہی زور لگالیں اپنی اولاد کو یہاں کے معاشرے، یہاں کے اخلاق و تہذیب اور یہاں کے غلط نظام زندگی میں جذب ہونے سے نہیں بچا سکتے۔ اس لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ جہاں بھی مسلمان کافی تعداد میں آباد ہیں وہاں وہ اپنے بچوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کا خود انتظام کریں۔ اگر وہ اس کی ضرورت اور اہمیت کو محسوس کرلیں گے تو یہ کچھ مشکل نہیں ہے کہ مِل جُل کر ایک تنظیم قائم کریں، ایک تعلیمی فنڈ قائم کریں جس میں ہر شخص

باقاعدگی کے ساتھ اپنی استطاعت کے مطابق چندہ دے، اور اس فنڈ سے مسلمان بچوں کے لیے مدارس کھولے جائیں جن میں تعلیم اسی معیار کی ہو جو اس ملک کا نظامِ تعلیم چاہتا ہے، مگر اس کے ساتھ دینی تعلیم و تربیت بھی دی جائے اور مسلمان بچوں کو یہاں کے نظامِ تعلیم کی گندگیوں (مثلاً جنسی تعلیم اور مخلوط تعلیم) سے محفوظ رکھا جائے۔ ان مدرسوں کے ساتھ ایسے ہوسٹل بھی قائم کیے جائیں جن میں ایسے مقامات کے لوگ اپنے بچے بھیج سکیں جہاں مسلمانوں کی تعداد اتنی کم ہے کہ وہ اپنے مدرسے قائم نہیں کر سکتے۔ میرے نزدیک کوئی وجہ نہیں ہے کہ آپ کے مدارس کو تسلیم نہ کیا جائے۔ اگر آپ یہ ثابت کر دیں گے کہ کینیڈا یا امریکہ میں تعلیم کا جو معیار ہے آپ کے مدارس اس معیار پر پورے اترتے ہیں اور آپ اس معیار کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے بچوں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینا چاہتے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ آپ کے اس حق کو تسلیم کرنے سے کوئی حکومت انکار کر دے گی۔ اگر یہاں دوسرے مذہبی یا نسلی گروہوں کو اپنے مخصوص (PAROCHIAL) مدارس قائم کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے تو آخر آپ کو کیوں نہیں دی جا سکتی؟ شرط بس یہ ہے کہ آپ بھی اپنا حق منوانے کے لیے اسی طرح کی کوشش کریں جس طرح دوسروں نے کی ہے اور اسے منوا کر چھوڑا ہے۔ میں صاف صاف عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ نے اس کام میں غفلت سے کام لیا تو آپ کی پہلی نسل کو تو شاید یہ یاد بھی رہ جائے کہ ان کے باپ دادا مسلمان تھے لیکن دوسری تیسری نسل تک پہنچتے پہنچتے وہ بالکل یہاں کی تہذیب اور معاشرے میں گم ہو جائیں گے اور ان کے اندر اسلام کی رمق تک باقی نہ رہے گی۔ خدا نہ کرے کہ اس حد تک نوبت پہنچے۔ اس لیے میں بڑی دل سوزی کے ساتھ آپ کو اس کام کی ضرورت و اہمیت کا احساس دلاتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ کینیڈا اور امریکہ میں رہنے والے مسلمان اس میں کسی تساہل اور تاخیر سے کام نہ لیں گے۔

وَآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین